کرغیزستان کا سیاسی بحران

کرغیزستان جہاں پریس نسبتاً آزاد ہے اور جہاں کرسی صدارت پر شماریات کے ایک سابق پروفیسر اور "دوست پرور" شخصیت جناب عسکر اکییف متمکن ہیں، بظاہر ایک مکمل ریاست کی حیثیت سے سابق سوویت یونین کی راکھ سے ابھر رہا ہے۔ لیکن درحقیقت ملک سابق سوویت یونین سے ورثہ میں ملے ہوئے گھمبیر سیاسی مسائل کا شکار ہے۔ ۶ ستمبر ۹۴ء کو کرغز حکومت نے اس وقت مستعفی ہونے کا فیصلہ کرلیا جب آدھے سے زیادہ ممبران پارلیمنٹ نے پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا۔ وزیراعظم اپاس جمعہ گلوف نے اپنی حکومت کے استعفی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگرچہ میری حکومت صدر اکییف کی آزاد منڈی کی پالیسیوں کی حمایت کرتی ہے تاہم پارلیمنٹ کے [وجود] کے بغیر حکومت چلانا ناممکن ہے"۔

کرغزستان کی موجودہ پارلیمنٹ سوویت یونین کے زوال سے ایک سال قبل ۱۹۹۰ء میں کرائے گئے انتخابات کے نتیجہ میں وجود میں آئی تھی۔ آزادی کے "غیر شعوری" حصول کے بعد بھی پارلیمنٹ کو اس کے سابقہ نام "سپریم سوویت" کے نام سے ہی یاد کیا جاتا ہے۔ وسطی ایشیا کی دیگر نو آزاد ریاستوں کی طرح یہاں بھی پارلیمنٹ کے اکثر ممبران کا تعلق سابق کمیونسٹوں سے ہے۔ ۴۲ لاکھ نفوس پر مشتمل آبادی کے اس ملک کی پارلیمنٹ ۳۵۰ ممبران کی فوج ظفر موج پر مشتمل ہے۔ موجودہ پارلیمنٹ مہینوں داخلی سیاسی مسائل پر اختلافات کا شکار رہی۔ یہاں تک کہ آخر کار یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ عملاً معطل ہو کر رہ گئی ہے۔ اسی پس منظر میں پارلیمنٹ کے ارکان نے اس کے آئندہ اجلاس کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ توقع کی جارہی ہے کہ نئے انتخابات کے نتیجے میں، جن کے انعقاد کی تاریخوں کا اعلان کرنا ابھی باقی ہے، ۱۰۵ ممبران پر مشتمل ایک نئی پیشہ ورانہ پارلیمنٹ کا وجود عمل میں آسکے گا۔

جہاں تک کرغیز عوام کا تعلق ہے عظیم تر اقتصادی مشکلات نے ان کی توجہ پارلیمنٹ اور اس کے جھگڑوں سے ہٹائی ہوئی ہے۔ ملک کا زیادہ تر رقبہ تیان شان پہاڑی سلسلے کے دامن میں واقع چٹیل سطح مرتفع پر مشتمل ہے۔ کمیونسٹوں نے ۱۹۲۰ء میں ریاست کرغیزستان کی تشکیل کی تھی۔ کرغیزستان میں کرغیز قبائل کے آبائی علاقوں کے کچھ حصے شامل کیے گئے تھے۔ چنانچہ آج کرغیزستان کی مجموعی آبادی میں کرغیز شہریوں کا تناسب صرف ۵۶ فیصد ہے۔ روسیوں اور سلاف نسل سے تعلق رکھنے والی

دیگر قومیتوں کا تناسب ۲۱ فیصد ہے۔

کرغیزستان، جو بہر حال ایک غریب ملک ہے، سوویت نظام معیشت کی ناکامی اور ماسکو کی طرف سے جمہوریہ کو ملنے والی امداد کی بندش کی بناء پر شدید مشکلات سے دوچار رہا ہے۔ گزشتہ سال مئی میں جب کرغیزستان نے روبل زون سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اپنی کرنسی "سوم" متعارف کرائی تو اس کے اکثر تجارتی اداروں کی سرگرمیاں ٹھپ ہو گئیں۔ بہر حال آئی - ایم - ایف، ورلڈ بینک اور دیگر بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی امداد کے سبب "سوم" کو استحکام ملا۔ جون ۹۴ء میں افراط زر کی شرح کم ہو کر صرف ساڑھے تین فیصد ماہانہ رہ گئی۔ لیکن اس کے باوجود دارالحکومت بشکک سے باہر رہنے والی آبادی کے لیے آمدن اور اخراجات میں توازن رکھنا مشکل ثابت ہو رہا ہے۔ اپریل ۹۴ء کے اندازوں کے مطابق متوسط ماہانہ مشاہرہ کی شرح ۱۸۰ سوم (۱۸ امریکی ڈالر) تھی جبکہ ایک فرد کی کم از کم ضروریات کے لیے درکار اوسط آمدن کا اندازہ ۱۶۵ سوم ماہانہ لگایا گیا ہے۔ (گویا ایک ملازمت پیشہ فرد کی اوسط ماہانہ آمدن میں سے اس کی اپنی ذاتی ضروریات کے لیے درکار رقم کو منہا کرنے کے بعد خاندان کے لیے اس کے پاس صرف ۱۵ سوم کی رقم بچتی ہے)

ان معاشی مشکلات کے باوجود صدر عسکر اکییف عوام میں مقبولیت کی شرح برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جنوری ۹۴ء میں کرائے گئے رائے عامہ کے ایک تجزیہ کے مطابق ۹۵ فیصد عوام صدر اکییف کی پالیسیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اس بات کا امکان بہر حال ہے کہ صدر اکییف کی عوامی مقبولیت کی یہ شرح غیر حقیقی ہو۔ کیونکہ سابقہ سوویت دور میں "باس" کو حاصل عوامی تائید کا اندازہ لگانے کے لیے مقرر کردہ پیمانوں سے ابھی تک چھٹکارہ حاصل نہیں کیا جا سکا ہے۔ صدر اکییف اپنی تند خو پارلیمنٹ سے برافروختگی کا اظہار کر چکے ہیں اور کچھ تجزیہ نگاروں کے خیال میں وہ پارلیمنٹ کی ناکامی کو اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ بعض تجزیہ نگار اس خدشہ کا بھی اظہار کر رہے ہیں کہ صدر اکییف کے مشیر اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور حکومت کی زبان زد عام بدعنوانیوں کے پیش نظر، صدر کو اپنے اختیارات میں توسیع کا مشورہ دے سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ پچھلے سال دسمبر میں سونے کی کان سے متعلق ایک معاہدہ میں مبینہ بدعنوانی کا سکینڈل سابق وزیر اعظم کی معزولی کا سبب بنا تھا۔

جو لوگ کرغیزستان میں صدر کو زیادہ بااختیار بنانے کے رجحان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ حالیہ مہینوں میں پریس کی آزادی کو محدود کرنے کی کارروائیوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ ماضی میں کرغیزستان کے پریس کی حیثیت وسطی ایشیا کے آزاد ترین پریس کی تھی۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے صحافیوں کی طرف سے پریس پر سنسر شپ لاگو کرنے کی شکایات عام ہو رہی ہیں۔